دینی اداروں کا معاشرے کی تعمیر میں کردار

Role of Religious Institutions in Building the Society

Bakhtawar Javed
ESE Teacher, Government School Chicha
Watani.bakhawarjaved@gmail.com

Religious institutions have played a pivotal role in the construction and development of societies throughout history. They serve as moral compasses, providing ethical guidelines and fostering a sense of community belonging among their members. These institutions promote social cohesion by articulating shared values, beliefs, and practices that unite diverse populations. Additionally, they often engage in philanthropic activities, addressing social issues such as poverty, education, and health, thus reinforcing their influence on social welfare. Religious leaders and organizations can also act as mediators in conflicts, promoting dialogue and understanding among different groups. In modern times, the role of religious institutions has evolved, adapting to contemporary challenges while still contributing to social development and the moral fabric of society. The interplay between religion and social dynamics underscores their significance in shaping individual identity and community structures, ultimately leading to a more harmonious and resilient society.

Keywords: Religious instutions, society, role

مذہبی ادارے مخصوص سماجی اور تاریخی سیاق میں عقائد اور اعمال کی مرئی اور منظم تجلیات ہیں۔ جیسے انسانوں کے جذبات اور رویے سماجی اور تاریخی سطح پر باہر کی طرف ظاہر ہوتے ہیں، ویسے ہی

مذہبی عقائد اور اعمال بھی اپنی شناختیں اور نمائندگیوں کو تخلیق کرتے ہیں اور رویوں، جذبات اور سلوک کو متعین کرتے ہیں۔

مذہبی ادارے سیاسی سطح پر معاشرتی ڈھانچے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ یہ نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی کو متاثر کرتے ہیں بلکہ ریاستی اداروں اور حکومتی پالیسیوں پر بھی اثرانداز ہوتے ہیں۔ مختلف علما اور ماہرین کے مطابق، مذہبی ادارے سیاسی طاقت اور حکومتی فیصلوں پر اثر ڈالتے ہیں۔

Religious institutions often serve as catalysts for political activism, advocating for social justice, human rights, or specific policy changes. Understanding how religious organizations engage in political activism provides insights into the ways in which faith-based groups contribute to shaping political landscapes. [1]

مذہبی ادارے اکثر سیاسی سرگرمیوں کے محرک کے طور پر کام کرتے ہیں، جو سماجی انصاف، انسانی حقوق یا مخصوص پالیسی میں تبدیلیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ مذہبی تنظیمیں سیاسی سرگرمیوں میں کس طرح ملوث ہوتی ہیں، اس بات کی بصیرت فراہم کرتا ہے کہ ایمان پر مبنی گروہ سیاسی منظرنامے کی تشکیل میں کس طرح حصہ ڈالتے ہیں۔ یہ ادارے اپنے پیروکاروں کو اخلاقی، سماجی، اور سیاسی اصولوں کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں، جو حکومتی فیصلوں اور پالیسیوں کی سمت متعین کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ، مذہبی ادارے سیاسی جماعتوں کی حمایت حاصل کرتے ہیں، جس سے وہ انتخابات، حکومتی تشکیل، اور طاقت کے توازن میں براہ راست مداخلت کر سکتے ہیں۔ مختلف تعریفات اور علما کے نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ واضح ہوتا ہے کہ مذہب اور سیاست کے تعلقات نے ریاستی

[1] RAIS Journal for Social Sciences | VOL. 7, No. 2, 2023
ISSN 2574-0245 (Print) | ISSN 2574-1179 (Online) | DOI: 10.5281/zenodo.10206899

پالیسیوں، قوانین، اور شہری حقوق پر گہرا اثر ڈالا ہے، جس سے معاشرتی و سیاسی تبدیلیوں میں اہم کردار ادا کیا جاتا ہے۔

مذہبی اداروں کا تصور اسلام میں

اسلام میں مذہبی ادارے روحانی، تعلیمی، اور سماجی رہنمائی کے اہم مراکز کے طور پر جانا جاتے ہیں، جو قرآن اور سنت کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ ان اداروں کا تاریخی طور پر اسلامی فکر، معاشرتی اصولوں، اور حکومتی نظام کی تشکیل میں نمایاں کردار رہا ہے۔ یہ ادارے نہ صرف افراد کی روحانی تربیت کرتے ہیں، بلکہ ایک منظم اور متوازن معاشرتی ڈھانچے کی تعمیر میں بھی اہم ہیں۔

مذہبی اداروں کی اہم مثالیں:

مساجد: مساجد کو اسلام میں مذہبی ادارے کا بنیادی مرکز سمجھا جاتا ہے۔ یہ عبادت کا مقام ہونے کے ساتھ ساتھ جماعتی اجتماعات اور تعلیمی و سماجی سرگرمیوں کے انعقاد کا بھی مرکز ہیں۔ اسلامی معاشرت میں مساجد کی حیثیت محض عبادت گاہ تک محدود نہیں، بلکہ یہ عوامی تعلیم اور روحانی رہنمائی کا ذریعہ بھی ہیں۔

مدارس: مدارس وہ ادارے ہیں جہاں دینی تعلیم کا بنیادی نصاب، بشمول قرآن، حدیث، فقہ، اور دیگر اسلامی علوم پڑھایا جاتا ہے۔ یہ ادارے مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں اور معاشرتی زندگی میں ان اصولوں کو اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

دارالعلوم : دارالعلوم یا اعلیٰ دینی ادارے وہ تعلیمی ادارے ہیں جو اسلامی اسکالرز، فقیہ، اور دینی رہنماؤں کی تیاری کے لیے خصوصی طور پر قائم کیے جاتے ہیں۔ ان اداروں کا مقصد دینی علم میں گہرائی پیدا کرنا اور معاشرتی، ثقافتی، اور فکری مسائل پر اسلامی نقطہ نظر فراہم کرنا ہے۔

صوفی خانقاہیں: خانقاہیں صوفیاء کے روحانی تربیتی مراکز ہیں، جہاں نہ صرف روحانیت کی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ اخلاقی اور معاشرتی اصلاح پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ یہ ادارے افراد کی روحانی پاکیزگی اور اخلاقی بلندی کے لیے مخصوص تربیت فراہم کرتے ہیں۔

یہ ادارے اسلام کے پیغام کو معاشرتی زندگی میں نفاذ کرنے اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بلاشک وشبہ معاشرتی اصلاح ایک پیچیدہ اور متعدد جہتوں پر مشتمل عمل ہے، جس کی بنیاد اخلاقی اقدار پر استوار ہے۔ اسلامی معاشرتی نظام میں اخلاقی اصولوں کا مرکزی کردار ہے، اور ان کی اساس نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جب نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپؓ نے فرمایا: "کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا؟ آپ ﷺ کا اخلاق خود قرآن ہے۔" اسی طرح، نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جائے گا، اور میزان میں سب سے زیادہ وزنی چیز اچھے اخلاق ہوں گے۔ یہ حدیث اس بات کی غماز ہے کہ معاشرتی اصلاح کے عمل کا آغاز اخلاقی تربیت سے ہوتا ہے۔

پاکستانی معاشرہ مختلف سماجی، سیاسی، اور اقتصادی مسائل کا شکار ہے، جن میں سے ایک اہم مسئلہ اخلاقی زوال ہے۔ معاشرتی عدم برداشت، گالم گلوچ، الزام تراشی، اور جھوٹ کے بڑھتے ہوئے رجحانات ہمارے معاشرے میں پھیل چکے ہیں۔ ان مسائل کا حل سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات میں مضمر ہے، جہاں حسنِ اخلاق، عدل وانصاف، اور رواداری پر زور دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت ایک مکمل معاشرتی لائحہ عمل فراہم کرتی ہے، جس کے ذریعے فرد اور معاشرے کی اخلاقی اصلاح ممکن ہے۔

دینی ادارے اس معاشرتی اصلاح میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، خصوصاً فقہ السیرہ کے اصولوں کو اجاگر کرتے ہوئے۔ دینی اداروں کا مقصد صرف مذہبی تعلیم تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں معاشرتی مسائل کے حل میں بھی پیش پیش ہونا چاہیے۔ مدارس، مساجد، اور دیگر دینی تنظیمیں سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے اہم پلیٹ فارم ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ سیرتِ طیبہ کے اخلاقی اصولوں کو نصاب میں شامل کریں اور ان کو عملی زندگی میں اپنانے کی ترغیب دیں۔

دینی ادارے اخلاقی تعلیمات کے فروغ کے ساتھ ساتھ معاشرتی انصاف، طبقاتی فرق کے خاتمے، اور خاندانی نظام کو مضبوط کرنے میں بھی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں موجود اصولوں کے مطابق، دینی ادارے نوجوانوں کو معاشرتی برائیوں سے بچانے، صبر و تحمل کے ساتھ معاشرتی تنازعات کو حل کرنے، اور اخلاقی و سماجی ذمہ داریوں کا شعور دینے کے لیے کام کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، دینی ادارے رواداری، مشاورت، اور اتحاد کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔

اس باب میں ہم فقہ السیرہ کے اصولوں اور دینی اداروں کے کردار کو معاشرتی اصلاح کے عمل میں کلیدی عناصر کے طور پر پیش کریں گے۔ یہ ادارے نہ صرف فرد کی اخلاقی تربیت میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ ایک متوازن اور ہم آہنگ معاشرتی نظام کی تشکیل میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح، دینی اداروں کو اپنے تعلیمی و تربیتی پروگرامز میں سیرتِ طیبہ کی تعلیمات کو شامل کرنے اور ان کو عملی زندگی میں فروغ دینے کے ذریعے معاشرتی اصلاح کے عمل میں مثبت تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

مساجد بطور اصلاح معاشرہ سیرہ مبارک سے رہنمائی

رسول اللہ علیم کے ہاں مسجد کو بڑی اہمیت حاصل تھی، احادیث کی کتابوں میں مسجد کے متعلق بہت زیادہ روایات ہیں جس سے مسجد کی اہمیت، فضیلت اور مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں پچاس ابواب میں احادیث اور مسائل کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ چند روایات درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تُشَدُّ الرحال إلا إلى ثلاثة مَسَاجِدَ: مَسْجِد الحرام، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى، وَمَسْجِدِي هَذَا[2]

---

[2] بخاری، اُبوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، باب صوم یوم النحر، دارالسلام، الریاض، 1999ء، حدیث رقم: 1995۔

’’تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ (ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے، مسجد حرام (کعبہ شریف)، مسجد اقصی اور میری مسجد نبوی۔‘‘

حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي [3]

’’میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔‘‘

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَحَبُّ البلاد إلى الله مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلادِ إِلَى اللَّه أَسْوَاقُهَا [4]

’’اللہ تعالی کو سب سے پسند مقامات مسجدیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں۔‘‘

حضرت بریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَيِّرِ الْمَشائِينَ فِي الظُّلَم إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[5]

’’جو اللہ کے بندے اندھیرے میں مسجد جاتے ہیں، انہیں بشارت دے دو کہ قیامت کے دن ان کو اللہ کی طرف سے نور کامل عطا ہو گا۔‘‘

سماجی رویوں کی تبدیلی کے لیے مسجد کا کردار:

اصلاح معاشرہ کے لیے مساجد کا نمایاں کردار درج ذیل پہلوؤں کا حامل ہے:

- روحانی تربیت میں کردار
- معاشرتی کردار
- مسجد اور تعمیر کردار

---

[3] بخاری، أبو عبداللہ محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، باب صوم یوم البحر، دار السلام، الریاض، 1999ء، حدیث رقم: 1995۔

[4] مسلم بن حجاج، صحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلاة عجاب في یب فضل الجلوس في مصلاة بعد الصبح وفضل المساجد، وار السلام، الریاض، 1999ء، رقم الحدیث: 671

[5] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ماجاء في المنشئ إلى الصلاة في الظلام، مکتبہ عصریہ، بیروت، رقم الحدیث: 561؛ جامع ترمذی، ابواب اجاء في فضل العشاء والفجر، رقم الحدیث: 223

- ثقافتی کردار
- تعلیم و تعلم کا کردار
- معاشی اور مالی کردار

1- روحانی تربیت میں کردار:

مسجد مسلمان کی روحانی تربیت میں مندرجہ ذیل صورتوں میں اپنا کردار ادا کرتی ہے:

ا۔ طہارت وصفائی: مسلمان جب نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کا رخ کرتا ہے تو وہ اپنی طہارت کا اہتمام کرتا ہے۔ اگر غسل واجب ہے تو غسل کرتا ہے، ورنہ وضو کرتا ہے اور پھر کپڑوں کی صفائی کا جائزہ لیتا ہے کہ کہیں کوئی گندگی تو نہیں لگی ہوئی۔ ظاہری صفائی کے ساتھ وہ باطنی گندگی یعنی شرک، کینہ، حسد، بغض وغیرہ سے بھی اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

ب۔ توحید: نماز کی ادائیگی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و أقم الصلوةَ لِذِكْرِي [6]

''نماز میری یاد کے لیے قائم کرو۔''

مسلمان جب نماز کے ترجمہ پر غور کرتا ہے تو عقیدہ توحید مزید پختہ ہو جاتا ہے۔

ج۔ تعلق باللہ میں مضبوطی: مؤمن جب پانچ دفعہ مسجد میں جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس عمل سے مسلمان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط تر ہو جاتا ہے۔

د۔ فرائض کے ادا کرنے کا جذبہ: نماز جیسے اہم اور بنیادی فرض کی ادائیگی سے دوسرے تمام فرائض کو ادا کرنے کا جذبہ خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔

---

[6] سورۃ ابراھیم، 14:20

ر۔ روحانی قوت میں اضافہ: باجماعت نماز ادا کرنے سے روح کی تطہیر ہو جاتی ہے، کامل توجہ اللہ کی طرف ہونے سے دل شیطانی وسوسوں اور خیالات سے پاک ہو جاتا ہے اور وہ اس عربی مقولہ کا مصداق بن جاتا ہے:

المؤمن في المسجد كالسمك في الماء والمنافق في المسجد كالطير في القفس"[7]

"مؤمن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں۔" پھر آپ نے نماز کی اس خوبی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: "بلال رضی اللہ تعالی عنہ ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ۔" مساجد کا یہ کردار دنیا کی تمام عبادت گاہوں سے اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالی کے سوا تمام دوسرے تصورات، شخصیات اور محسوسات سے پاک وصاف ہوتا ہے۔

2۔ سماجی معاشرتی کردار:

مسجد مسلم معاشرے کا مرکز ومرجع ہے، اس لیے بہت سے معاشرتی امور اس سے وابستہ ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

ا۔ ملت واحدہ: مسلمان جب نماز کے لیے مسجد میں جاتا ہے تو اسے تمام مسلمان اسلام کے رشتہ اخوت سے جڑے دکھائی دیتے ہیں، کیونکہ مسجد میں ذات پات، رنگ ونسل، علاقے اور ملک، امیر اور غریب میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔

ب۔ حقوق وفرائض: جب تمام افراد مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو آپس میں تمام حقوق وفرائض ادا ہو جاتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو سلام وجواب کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، باہم ایک دوسرے کا احترام اور حاجت مندوں کی مدد کرنا شامل ہے اس کے علاوہ دیگر حقوق العباد کا احساس بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

---

[7] عجلونی، اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء ومزیل الالباس، مکتبہ العصریہ، بیروت، 2000ء، ص:2689

ج۔اجتماعی مسائل کا ادراک: معاشرے میں مسجد کے ذریعے سے معاشرتی مسائل کا ادراک حاصل ہوتا ہے، مسجد میں وہ ایک دوسرے سے بلا رکاوٹ ملتے ہیں اور در پیش مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ کوئی لوڈ شیڈ نگ اور مہنگائی کا ذکر کرتا ہے تو کوئی بدامنی، دہشت گردی کے ظلم و ناانصافی کی بات کرتا ہے اور ایسے ہی انفرادی مسائل کا اندازہ بھی ان کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ایک دوسرے کے گھریلو مسائل کے بارے میں علم ہوتا ہے، دیہاتوں اور شہری آبادیوں کے مسائل کے حل کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔[8]

3. مسجد اور تعمیر کردار:

مسجد میں ہر طرح کے لوگ بوڑھے جوان بچے آتے ہیں اور ایک دوسرے سے میل ملاقات ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی اخلاقی حالت سامنے آتی رہتی ہے۔ مسجد میں پابندی کے ساتھ پانچ وقت حاضری دینے سے مؤمن کے اخلاق اور کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ تعمیر کردار میں مندرجہ ذیل باتیں نمایاں ہیں:

ا۔پابندی وقت اور وعدہ: نماز کو باقاعدگی سے وقت پر ادا کرنے سے انسان وقت کا پابند بن جاتا ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور نبھانے کا شعور پاتا ہے۔اگر انسان معاشرے میں ان باتوں کا عادی ہو جائے تو اس کے اثرات بہت اچھے ہوتے ہیں۔

ب۔بے حیائی سے بچنا: نماز انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

إن الصلوةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَ الْمُنْكَرِ [9]

[8] اصلاح معاشرہ اور بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ کے لیے مسجد کا کردار، عہد نبوی ﷺ سے رہنمائی اور لائحہ عمل
Vol. 7 No. 1 (2024): Jahan-e-Tahqeeq, Dr. Abdul Ghaffar,Saima Anwar,Salma Saddique

[9] العنکبوت 45:29

مسجد میں انسان، جھوٹ، غیبت، دھوکا، ٹھگی، چغلی، رشوت، چوری اور بے حیائی وغیرہ سے جزوی طور پر رک جاتا ہے اور آخر کار مکمل طور پر ان معاشرتی برائیوں اور لعنتوں سے اپنے آپ کو بچانے کا عادی ہو جاتا ہے۔

ج۔ منشیات وغیرہ سے بچاؤ: آداب مسجد کو ملحوظ رکھ کر مسجد میں جانے والا اس تباہ کن عادت سے بچا رہتا ہے، کیونکہ نشہ اور حواس باختگی کے عالم میں اسلام نے نماز کی ادائیگی سے منع کیا ہے اس لیے نمازی منشیات اور نشہ آور اشیا سے بچتا ہے۔

4۔ تہذیب و ثقافت کے فروغ کے لیے کردار:

مساجد کا ایک کردار ثقافتی ہے۔ اسلامی ثقافت مسلمان کی زندگی کی عکاس ہوتی ہے اس سے مراد وہ اعمال وافعال ہیں جو اسلام کی آمد کے بعد وجود میں آئے اور ان کا تعلق مسجد سے

ا۔ صدقہ و خیرات: مسجد میں نماز جمعہ، رمضان المبارک اور عیدین کے موقع پر، زکوۃ وصدقات اور خیرات دینے کا جذبہ مزید بڑھ جاتا ہے جس سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے

ب۔ اسلامی وضع قطع: مسلمان جب بھی مسجد کا رخ کرتا ہے تو وہ اپنے لباس، وضع قطع اور دیگر امور کا اہتمام ضرور کرتا ہے، اس طرح مسلمانوں کی ایک ثقافت باقی رہتی ہے جو صرف مسجد کی بدولت ہے۔

ج۔ ملاقات کے آداب: مسلمان جب مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ ضرور کرتے ہیں، خاص طور پر عیدین اور جمعہ کے موقع پر تو ناراض لوگ بھی آپس میں شیر وشکر ہو جاتے اور ایک دوسرے کو عیدین کی مبارک باد دیتے ہیں جو معاشرے میں نفرتوں کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔[10]

5۔ مسجد اور تعلیم و تعلم کا کردار:

---

[10] اصلاح معاشرہ اور بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ کے لیے مسجد کا کردار، عہد نبوی ﷺ سے رہنمائی اور لائحہ عمل
Vol. 7 No. 1 (2024): Jahan-e-Tahqeeq, Dr. Abdul Ghaffar,Saima Anwar,Salma Saddique

مسجد ایک ایسا ادارہ ہے جو تعلیم و تربیت میں بنیادی اور اہم کردار کا حامل ہے۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ پہلی تین صدیوں میں مسجد ہی وہ درسگاہ تھی کہ تمام علوم و فنون اس میں پڑھائے جاتے تھے۔[11] اور سب سے پہلے درس گاہ اصحاب صفہ کے نام سے مسجد نبوی میں ہم میں قائم ہوئی تھی۔ مسجد میں درسِ قرآن و حدیث کے ساتھ فقہ کے مسائل بیان کرنے کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ علم و عرفان کا بہت سا حصہ مسلمان مسجد سے ہی سیکھتے ہیں اور ایک زمانے میں پاکستان میں مسجد مکتب سکولوں کا قیام بھی ہوا تھا جو بعض علاقوں میں آج تک چل رہا ہے۔

6. معاشی اور مالی کردار ؛ خصوصاً غربت کا خاتمہ وبائی اور آفت زدہ حالات کے دوران:

مسجد ہی معاشرے کے تمام اسلامی اور فی سبیل اللہ مالی معاملات کا مرکز ہوتی ہے۔ تمام فنڈز اور چندے مسجد میں جمع اور تقسیم ہوتے تھے مثلاً فلاح و بہبود کے لیے فنڈ، زکوۃ، صدقات و خیرات وغیرہ۔ یہ نظام مسجد سے وابستہ رہا ہے اور آج بھی اسے بہتر منصوبہ بندی سے غربت کا خاتمہ وبائی اور آفت زدہ حالات کے دوران بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ مسجد دعوت و تبلیغ کا مرکز اور اسلامی معاشرے کا محور رہی ہے۔ مسجد ہی مسلمانوں کی ظاہری، باطنی اور مادی آبیاری اصلاح کرتی رہی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر خلفا اور بعد کے دور میں بھی ایسا ہی کردار ادا کرتی رہی۔ ناعاقبت اندیشوں نے اس کی اہمیت، مرکزیت اور ہمہ گیریت کو سمجھ کر اس کے خلاف گہری اور پوشیدہ سازشیں شروع کر دی تاکہ اس کے کردار کو ختم یا کم از کم کمزور ضرور کر دیا جائے۔[12]

مسجد کے کردار کو مسخ کرنے والے افراد جن کا اوراک ضروری ہے مسجد کے کردار کو ختم یا کم کرنے والے اسباب دو طرح کے ہیں:

---

[11] ابن خلدون، علامہ عبدالرحمن، تاریخ ابن خلدون،: نفیس اکیڈمی کراچی، 92,3

[12] اصلاح معاشرہ اور بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ کے لیے مسجد کا کردار، عہد نبوی ﷺ سے رہنمائی اور لائحہ عمل

- اندرونی اسباب
- بیرونی اسباب

آنے والی سطور میں ان اسباب کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

اندرونی اسباب:

اس سے مراد وہ اندرونی عوامل ہیں جو مسلمانوں کے اندر پائے جاتے ہیں جنہوں نے مسجد کے مقام، مقصد اور اہم پیغام کا گلا و بادیا ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

1۔ فرقہ پرستی اور مسلک پرستی:

فرقہ واریت سے امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور اتحاد پارہ پارہ ہے۔ مذہبی گروہ بندی اور مسلک پرستی نے تباہی مچادی ہے، جب سے مسلمان تقسیم ہوئے ہیں تو ہر ایک فرقہ کی الگ مسجد ہے جہاں مخصوص سوچ و فکر اور مسلک کا پرچار کیا جاتا ہے۔ دوسروں کے خلاف منبر و محراب سے زہر اگلا جاتا اور انہیں کافر دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل قرار دیا جاتا ہے اور اس تعصب کے نتیجہ میں مسلم معاشرہ بے چینی اور بربادی کا شکار ہو چکا ہے۔

2۔ آئمہ و خطباء کا منفی کردار:

مسجدوں میں مقرر کئے جانے والے امام و خطیب زیادہ تر کم تعلیم یافتہ اور خاص مسلک کے پیروکار ہوتے ہیں جو مثبت کی بجائے منفی کردار ادا کرتے ہیں، وہ اصلاح کے بجائے بگاڑ اور انتشار پیدا کرتے ہیں، اس لیے معاشرہ علم و عمل اور دین سے بیزار ہوتا جارہا ہے۔ خطباء کی تقاریر غیر معیاری اور نامناسب ہوتی ہیں، اکثر من گھڑت موضوع واقعات و روایات بیان کرتے ہیں۔ اختلافی مسائل کو ہوا دے کر نفرت کا بیج بوتے ہیں۔ اس صورتحال میں خصوصی اصلاح اور توجہ کی ضرورت ہے۔

3۔ مساجد کمائی کا ذریعہ:

مساجد کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنالیا گیا ہے جس سے ان کا مرتبہ کم ہو گیا اور تاریخی مساجد کو آثار قدیمہ قرار دے کر سیر گاہ کا درجہ دے دیا گیا اور اس پر ٹکٹ مقرر کر کے کمائی کی جاتی ہے جو غیر موزوں ہے۔

4۔ عربی زبان سے دوری:

تعلیمی پالیسی سازوں نے عربی زبان سے ناطہ توڑ کر بھی مسجد کے کردار کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔اسلام کا زیادہ تر لٹریچر عربی زبان میں ہے۔ جس کو سمجھنے کیلئے عربی زبان کا فہم ضروری ہے اور مسجد کا اس میں اہم کردار ہے کہ عربی زبان کی ترویج ہو۔

5۔ مادہ پرستی اور دنیاداری:

مسلمانوں میں دولت اور دنیاداری کی ہوس عام ہو چکی ہے۔ معاشرہ کا ہر فرد دولت جمع کرنے میں عظمت اور اپنی توقیر خیال کر رہا ہے اور وہ ارب پتی بن کر بھی اپنے آپ کو کنگال تصور کرتا ہے اور ہر جائز و ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرنے کی فکر میں ہے۔ روحانیت اور آخرت کا خیال اس کے دل سے نکل چکا ہے۔ مسجد کے کردار کو نقصان دینے والے اندرونی اسباب میں یہ بھی ایک سبب ہے۔

بیرونی اسباب:

مسجد کے مرکزی کردار کے خلاف بیرونی اسباب بہت زیادہ ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے مگر جزوی طور پر ان کے ذکر سے مخالفین کی سوچ اور فکر کا اندازہ ضرور کیا جاسکتا ہے۔ مسجد کے خلاف سازشیں اور پروگرام بنانے والے چند مخالفین یہ ہیں:

تاریخ اسلام میں مسجد کی عظمت اور مرکزیت کے خلاف سب سے پہلا پروگرام مسجد ضرار کی صورت میں سامنے آیا جو قبیلہ خزرج کے ابو عامر نامی شخص جو عیسائی بن گیا تھا، کے مشورہ سے منافقین مدینہ نے بنائی تھی اور ان کے مذموم اور ناپاک مقاصد کا ذکر اللہ تعالی نے یوں فرمایا:

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ اوّل يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواوَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ[13]

[13] التوبہ 108:9

''تم ہر گز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا۔ جو مسجد اوّل روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لیے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے ایک مسجد تعمیر کی تاکہ دعوتِ حق کو نقصان پہنچایا جائے، اللہ کی بندگی کے بجائے کفر کا فروغ ہو، اور مؤمنوں کے درمیان پھوٹ اور اختلاف پیدا کیا جائے۔ اس مسجد کو اس شخص کے لیے پناہ گاہ بنایا گیا جو پہلے ہی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف سرکشی کر چکا تھا۔ وہ لوگ قسم کھا کر کہیں گے کہ ان کا مقصد صرف بھلائی ہے، مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں۔ اسی لیے اللہ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ہر گز اس عمارت میں کھڑے نہ ہوں۔[14]

مسجد ضرار کے تین اہم مقاصد:

کفر و شرک اور گمراہی پھیلانے کے لیے ایک اڈہ قائم کرنا۔

مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت کو ہوا دینا اور انتشار پھیلانا۔

شر پسند اور سازشی عناصر کو مذہبی لبادے میں پناہ دینا۔[15]

موجودہ دور میں مسجد کے اصلاح و تعمیری کردار کی بحالی کے لیے اقدامات اور تجاویز:

دورِ حاضر میں امت مسلمہ کو کئی چیلنجز درپیش ہیں، جن میں ہماری اجتماعی زندگی کا شیرازہ بکھر جانا ایک سنگین مسئلہ ہے۔ امت واحدہ، جو کبھی اتحاد و یگانگت کی مثال تھی، آج مختلف فرقوں، گروہوں

---

[14] جدون س.ا & ., معین ز.(2019).اسلامی ریاست کے خلاف سازشوں کے سدباب کے لئے راہنما اصول: مسجدِ ضرار کے انہدام کا فقہ السیرہ اور عصری قوانین کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ . Al-Milal: Journal of Religion and Thought, 1(2), 69–92. Retrieved from http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/article/view/33

[15] اصلاح معاشرہ اور بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ کے لیے مسجد کا کردار، عہد نبوی ﷺ سے رہنمائی اور لائحہ عمل

Vol. 7 No. 1 (2024): Jahan-e-Tahqeeq, Dr. Abdul Ghaffar,Saima Anwar,Salma Saddique

اور جماعتوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ موجودہ مسلم معاشرہ بگاڑ، انتشار، خلفشار، گمراہ کن افکار، اور اخلاقی زوال کا شکار ہے۔ اخلاقی جرائم، بے حیائی، اور فحاشی ایک ایسے طوفان کی شکل اختیار کر چکے ہیں جو رکنے کا نام نہیں لیتے۔

معاشرے میں بے چینی، بدامنی، وحشت، اور دہشت گردی معمول بن چکی ہے۔ قتل و غارت، ڈاکہ زنی، بددیانتی، بدعہدی، رشوت، دھوکہ دہی، ملاوٹ، اور جھوٹ جیسی برائیاں عام ہو چکی ہیں۔ ان مسائل کے سدباب کے لیے ضروری ہے کہ وہی عملی اقدامات اٹھائے جائیں جو قرونِ اوّلیٰ کے دور میں اپنائے گئے تھے۔ اس دور میں امن و سکون، محبت و آشتی، اور خوشحالی کا ایسا بے مثال نظام قائم کیا گیا تھا کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

مثال کے طور پر، یمن کے دارالخلافہ صنعاء سے ایک اکیلی عورت زیورات سے آراستہ ہو کر مکہ مکرمہ حج کے لیے نکلی اور کسی کی جرات نہ ہوئی کہ اسے بری نظر سے دیکھے۔ اس معاشرے میں اس قدر اصلاح اور خوشحالی تھی کہ لوگ زکوٰۃ دینے کے لیے نکلتے تو کوئی مستحق نہیں ملتا تھا۔ آج کے معاشرے کو اسی اصولِ اصلاح اور تربیت کی ضرورت ہے تاکہ امن، خوشحالی، اور بھائی چارے کی فضا دوبارہ قائم کی جا سکے۔[16]

عصر حاضر میں مساجد کی آباد کاری کے لیے عملی اقدامات:

یقیناً اس دور کا آغاز مسجد کے ساتھ مضبوط تعلق سے ہوا تھا۔ آج اگر ہم اپنے بگڑے اور تباہ حال معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پھر سے معاشرے میں مسجد کی اجتماعیت، مرکزیت کا وہ مقام واپس لانا ہوگا اور یہ اقدامات کرنا ہوں گے:

1۔ مسجد کے ساتھ ربط
2۔ مسجد تعلیمی و تربیتی ادارہ

[16] اکبر شاہ خاں نجیب آبادی، مولانا، تاریخ اسلام، دارالاندلس، لاہور، 210

3۔ مسجد اور باہمی اخوت و مساوات

4۔ مسجد اصلاحی، رفاہی، اور اجتماعی فلاح و بہبود کا مرکز

5۔ دار المطالعہ، لائبریری کا قیام 6۔امریکہ، برطانیہ اور یورپ کی مساجد

مسجد کے ساتھ ربط:

ہر مسلمان کو مسجد کے ساتھ اپنے تعلق کو اس قدر مضبوط بنانا چاہیے کہ وہ نماز باجماعت ادا کرے اور انفرادی عبادت کا اہتمام بھی مسجد میں کرے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنے والا اہل اللہ ہیں۔"

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

بلاشبہ مسجد میں جمع ہو کر نماز ادا کرنا دین کا بڑا شعار ہے اور اس کی علامتوں میں سے ہے۔[17]

عبادت اور سماجی برائیوں سے نجات:

پاکستان میں سماجی برائیوں جیسے منشیات کا استعمال، اخلاقی بے راہ روی، اور دیگر جرائم کا پھیلاؤ ایک اہم مسئلہ ہے۔ مساجد ان برائیوں کے خاتمے کے لیے اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ نماز کے اجتماعات کے ذریعے افراد کو دین سے جوڑ کر ان کی اصلاح ممکن ہے۔ ائمہ کرام کو چاہیے کہ وعظ و نصیحت کے ذریعے نوجوانوں کو ان مسائل سے بچنے کا شعور دیں۔

باہمی اخوت اور مساوات:

پاکستان کے معاشرے میں فرقہ واریت، ذات پات، اور دیگر سماجی تفریق کا مسئلہ عام ہے۔ مساجد میں اخوت اور مساوات کے پیغام کو فروغ دے کر ان مسائل کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ مساجد میں

---

[17] ابن قیم الجوزیہ، کتاب الصلوۃ، ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد، س ن، ص: 105

ایسے اجتماعات اور خطبات کا انعقاد کیا جانا چاہیے جو مختلف طبقات اور فرقوں کے مابین ہم آہنگی پیدا کریں۔

تعلیمی و تربیتی مرکز:

پاکستان میں تعلیمی سہولیات کی کمی ایک اہم مسئلہ ہے۔ مساجد کو تعلیمی مراکز کے طور پر استعمال کر کے یہ کمی پوری کی جا سکتی ہے:

بچوں کی تعلیم: غریب اور نادار بچوں کے لیے ناظرہ قرآن، حفظ، اور ترجمہ کی کلاسز کا انعقاد کیا جائے۔

تعلیم بالغاں: ان پڑھ افراد، خاص طور پر دیہی علاقوں کے بوڑھوں اور نوجوانوں کو بنیادی دینی اور دنیاوی تعلیم دی جائے۔

خصوصی خطبات: خطبہ جمعہ میں سماجی مسائل جیسے بیروزگاری، جہیز کی لعنت، اور ماحولیاتی آلودگی پر گفتگو کی جائے۔

کوچنگ کلاسز: نادار طلبہ کے لیے مفت تعلیمی کلاسز فراہم کی جائیں، تاکہ وہ مسابقتی امتحانات میں حصہ لینے کے قابل ہو سکیں۔

رفاہی اور فلاحی مرکز:

پاکستان کے سماجی مسائل جیسے صحت کی ناکافی سہولیات، انصاف کی عدم دستیابی، اور فلاحی اداروں کی کمی کو مساجد کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے:

فری ڈسپنسری: مساجد میں ابتدائی طبّی امداد کی سہولت دی جائے اور نادار مریضوں کے لیے ادویات فراہم کی جائیں۔

مقامی عدالتیں: پنچائت یا ثالثی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو معمولی تنازعات کو حل کریں اور عدالتوں پر بوجھ کم کریں۔

رفاہی خدمات: بے گھر افراد کے لیے پناہ گاہیں اور مسافروں کے لیے رہائشی سہولیات فراہم کی جائیں۔

لائبریری اور مطالعہ مرکز:

پاکستان میں علم اور تحقیق کے فقدان کو مساجد کی لائبریریوں کے قیام سے دور کیا جاسکتا ہے۔ یہاں قرآن، حدیث، اور اسلامی علوم کے ساتھ جدید مسائل پر تحقیق کے لیے کتب، رسائل، اور انٹرنیٹ کی سہولت مہیا کی جائے۔

مغربی طرز کی مساجد سے رہنمائی:

مغربی ممالک کی مساجد، جہاں عبادت کے ساتھ ساتھ معاشرتی مسائل کے حل کے لیے جدید سہولیات فراہم کی جاتی ہیں، پاکستانی مساجد کے لیے ایک نمونہ ہوسکتی ہیں۔خاص طور پر:

- نوجوانوں کو مسجد سے جوڑنے کے لیے تفریحی سرگرمیاں۔
- غیر مسلموں کے ساتھ مثبت مکالمے کے مواقع فراہم کرنا۔
- اسلاموفوبیااور دیگر مسائل کے حل کے لیے مساجد کے کردار کو مؤثر بنانا۔

پاکستان میں موجودہ مسائل جیسے تعلیم کی کمی، صحت کی سہولیات کا فقدان،اور معاشرتی انتشار کو مساجد کے ذریعے کم کرنے کے لیے ان اقدامات کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ یہ مساجد کو دوبارہ اسلامی تہذیب کا مرکز بنانے کی جانب ایک قدم ہوگا۔[18]

خلاصة الکلام

یقیناً گر سول اللہ ﷺ کے دور میں خیر و برکت اور عروج کا آغاز مسجد کے ساتھ مضبوط تعلق اور جماعت کی اخلاقی اور روحانی تربیت سے ہوا تھا۔ مسجد مسلمان معاشرے کے لئے اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ جسم کے لئے خوراک ضروری ہے۔ مسلم معاشرے کی تعلیم و تربیت اور اسے روحانی طور پر زندہ رکھنے کے لئے مسجد کی جدید خطوط پر استواری بے حد ضروری ہے۔ مسجد کی اہمیت مسلم معاشرے کے

---

[18] اصلاح معاشرہ اور بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ کے لیے مسجد کا کردار، عہد نبوی ﷺ سے رہنمائی اور لائحہ عمل
Vol. 7 No. 1 (2024): Jahan-e-Tahqeeq, Dr. Abdul Ghaffar

لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ مچھلی کے لئے پانی کی ضرورت ہے اور انسانی جسم کو زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہے۔ جس طرح پانی کے بغیر مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی اور آکسیجن کے بغیر انسانی جسم زندہ نہیں رہ سکتا بعینہ اسلامی معاشرہ مسجد کی آبادکاری کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔[19] آج اگر ہم اپنے بگڑے اور تباہ حال معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پھر سے معاشرے میں مسجد کی اجتماعیت، مرکزیت اور تربیت کا وہ مقام واپس لانا ہوگا اور درج ذیل اقدامات کرنا ہوں گے تاکہ آج کے اس پر فتن دور میں بھی خیر و برکت کا دور دورہ ہو اور مسلم معاشرہ دوبارہ سے ترقی اور عروج کی منزلیں طے کر سکے۔

مسجد کے ساتھ مسلسل ربط رکھنا۔ مسجد میں باہمی اخوت و مساوات کو فروغ دینا۔ مسجد کو بطور تعلیمی و تربیتی ادارہ استعمال و کرنا۔ مسجد کو اصلاحی، رفاہی، اور اجتماعی فلاح و بہبود کا مرکز بنانا۔ مسجد کو دارالمطالعہ اور تعلیم وتدریس کے طور پر استعمال کرنا۔ مسجد کو مسلمانوں کے باہمی تنازعات کے حل کے لئے استعمال کرنا۔ اسلامی حدود میں رہتے ہوئے مسجد کو کھیلوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسجد کو مثبت سیاسی سرگرمیوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسجد مہمانوں کے ٹھرانے کے لئے بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ مسجد کو بطور مرکز افتاء و قضاء استعمال کرنا چاہئے۔ مسجد کو بطور ہسپتال اور انتظامی مرکز کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسجد کو فوجی مرکز اور عسکری تربیت کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ اگر مسلمان آئمہ کرام اور خطبائے عظام کی جدید خطوط پر تربیت کر دی جائے اور ان کے تقرر کے لئے ضروری نصاب اور شرائط دینی اور عصری ضرورت کے مطابق طے کر دی جائیں تو معاشرہ مکمل طور پر امن وامان کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

سفارشات:

---

[19] Role of Masjid in Social Reformation and its Need and importance in Contemporary Era, Dr Riaz Ahmed Saeed, Dr Syed Muhammad Shahid Tirmizi,Volume 4, Issue No 2, 2017, tahdhīb al afkār

رسول اللہ ﷺ نے اسلام کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ انسانوں کی پوری زندگی اور اس کی سرگرمیاں دین کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کی تربیت اور تعمیر کے لیے ایک مرکز کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کو مسجد کہا جاتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں مساجد کا کردار نمایاں اور عیاں ہے۔ آج کل کے معاشرے میں انارکی اور افراتفری ہے۔ ہر طرح کے جرائم: معاشی، معاشرتی، اخلاقی، جنسی عام ہو رہے ہیں۔ انسانیت کا خون ارزاں ہے، شدت پسندی، دہشت گردی اور عدم برداشت کی فضا قائم ہے۔ غربت وافلاس مسلمانوں کا مقدر بن گیا ہے جبکہ ہمارے معاشرے میں شہروں اور قصبوں میں لاکھوں مساجد ہیں مگر اُن سے اصلاح معاشرہ کا موثر طریقے کام نہیں لیا جارہا۔ آج کے اس پر فتن دور میں ہمیں اصلاح معاشرہ کے لیے مسجد کے کردار کو پھر سے فعال بنانا ہوگا اور انہی خطوط پر عمل پیرا ہونا ہوگا جنہیں اپنا کر عرب کے بدوؤ دنیا کے امام اور رہبر بن گئے۔

ریاستی اداروں کو اس سلسلہ میں اہم اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے بالخصوص اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور ذیلی ادارے وزارت مذہبی امور کے مساجد کے نظام نظام کو مؤثر بنانے کے لیے بین المذاہب اور بین المسالک ہم آہنگی، رواداری، معاشرتی وسماجی رہنمائی کے لیے ایسے خطبات تیار کروائے جو عوام الناس کی رہنمائی کا سبب بنیں۔

علماء وخطباء وائمہ کے سماجی مقام ومرتبہ کو بڑھانے کے لیے موثر اقدامات کی ضرورت ہے۔ باقاعدہ طور پر (Pay Package) کے مطابق مراعات دی جائیں۔ع

علماء و خطباء ائمہ کی قومی دھارے میں تربیت کے لیے دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کو مزید موثر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ مزید صوبائی اور ریجنل سطح پر تربیتی ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

ہر مسجد کے ساتھ باقاعدہ قرآن وسنت سینٹر قائم کیے جائیں جو دینی شعار کو اجاگر کرسکیں۔

بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری کے فروغ کے لیے مختلف مذاہب کے اہل علم و فن کے ساتھ مذاکرہ کے لیے مساجد سے منسلک ادارہ جات قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License